اولاد پر والدین کے حقوق سے متعلق
ساٹھ عملی سفارشات

مصنف: ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
مشیر شرعی برائے مجلس اعلی امور اسلامی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: اولاد پر والدین کے حقوق

نام مصنف: ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

صفحات: ۴۷

قیمت:

سن اشاعت:

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقدمہ	۵
پیش لفظ	۶
مطلب اول: ایمانی ذمیداریاں	۸
مطلب ثانی: عملی ذمیداریاں	۱۱
بحث اول: عام حالات	۱۱
بحث ثانی: خاص حالات	۱۸
اول: مالداری کے بعد فقیری	۱۸
دوم: استقرار کے بعد حالت سفر	۲۰
سوم: سکون ورضامندی کے بعد تنگی اور غصہ کی حالت	۲۱
چہارم: ان دونوں کی طرف سے یا کسی ایک کی طرف سے حق کے استعمال میں تشدد کی حالت	۲۳
پنجم: والدین میں سے کسی ایک کا فسق کی حالت	۲۵
ششم: لڑکے یا لڑکی کے نکاح یا پیغام کے بعد مداخلت اور سخت غیرت کی حالت	۲۸
ہفتم: اتفاق کے بعد طلاق یا نزاع کی حالت	۲۹
ہشتم: صحت کے بعد مرض کی حالت	۳۱
نہم: بڑھاپے یا ریٹائرمنٹ کی حالت	۳۳
دہم: والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کی وفات کی حالت	۳۷
خلاصہ:	۴۲

مقدمہ

الحمدلله والصلاة والسلام علی خیر عباد الله، وعلی الصحب الکرام وآل البیت الأطهار، ومن تبعهم بخیر الی یوم الدین، وبعد۔۔

ہمارے سامنے مسلم معاشرتی مسائل کی چودھویں کڑی ہے جسے ہمارے مشیر شرعی پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین سلطان صاحب اولاد پر والدین کے حقوق سے متعلق عملی اقدامات کے طور پر پیش کر رہے ہیں جب کہ اس سے پہلے پچھلے شمارہ میں والدین پر بچوں کے حقوق سے متعلق پیش کر چکے ہیں، اس طرح یہ سلسلہ مکمل ہوجائے گا اور سعادت کی تکمیل والدین، بیٹوں اور بیٹیوں پر رحمتوں کے نزول کے لئے جو ذمیداریاں ہیں متعین ہوجائیں گی خواہ اسی دنیا میں یا آخرت میں جنت کے اعلی مقام کو حاصل کرکے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

عبداللہ بن خالد آل خلیفہ
صدر مجلس اعلی برائے امور شرعی
جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ

تقدیم

الحمدالله والصلاۃ والسلام علی سیدنا رسول االله وعلی آله وصحبه ومن والاہ وبعد!

اللہ کے حق کے بعد کہ اس کی پرستش کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، والدین کے حقوق کی طرح کسی کا حق نہیں ہے، نہ صرف نیکی میں ان کی اطاعت وفرمانبرداری کے سلسلہ میں بلکہ عام وخاص حالات میں آخری درجہ کا ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، خواہ مالداری کے بعد فقر کا مسئلہ ہو یا رضامندی کے بعد ناراضگی کا، اتحاد واتفاق کے بعد اختلاف کا اور زندگی کے بعد موت کا یہ چیزیں انسان کے لئے بڑی صبر آزماں ہوتی ہیں، یا اچھی طرح صبر کرے کہ والدین کی رضامندی حاصل کرکے اور ان کی دعائیں لے کر دنیا وآخرت میں سعادت کے دروازے کھول دے، یا خواہشات کے رو میں بہہ کر اپنے بیٹے اور بیٹی کو ترجیح دے اور والدین کی نافرمانی کرکے دنیا میں اپنے لئے رحمت وخوشحال کے دروازے بند کرلے۔ اور آخرت میں اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ناراض ہو اور جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے داخل ہوجائے۔

اس رسالہ کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قوم کے بچوں وبچیوں اور بھائی وبہنوں کو بہی خواہانہ مشفقانہ اور ہمدردانہ طور سے ان کے گوش گذار کروں اور اس بات کیلئے آمادہ کروں کہ جس عملی اقدامات کی طرف محض اللہ کے فضل سے میں چل پڑا اس کی اقتدا کریں، پھر قوم کے جوان بچوں، بیٹے اور بیٹیوں کے حالات کا جائزہ لیں کہ وہ کس طرح تنگی وپریشاں حالی سے دوچار ہیں،

اس امید کے ساتھ کہ ہم ان سب کو ختم کر کے امن وسلامتی اور معاشرتی امن وعافیت اور آپس میں میل ومحبت کے ساتھ زندگی گزاریں گے، اور رب ذوالجلال سے ملاقات کر کے بلند درجات حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

بیروت لبنان جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ

پہلا مطلب :

ایمانی ذمہ داریاں

۱— والدین جیسی نعمت پر ہمیشہ اللہ تعالی کا شکر بجالانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : {أن اشکر لی ولوالدیک إلیّ المصیر} (سورۃ لقمان :۱۴)۔

ترجمہ: تم میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو، میرے ہی پاس لوٹ کرآنا ہے)۔اللہ ہی جس نے ان دونوں کو پیدا فرمایا، اوران دونوں کو جمع کیا، اوران دونوں کو بیٹے اور بیٹیاں عطا کیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:{یھب لمن یشاء إناثاً ویھب لمن یشاء الذکور} (سورہ شوریٰ،آیت:۴۹)۔

ترجمہ : جس کو چاہتا ہے لڑکی عطا کرتا ہے اورجس کو چاہتا ہے لڑکا عطا کرتا ہے۔

۲— اس بات کا یقین کامل ہو کہ اللہ کو ایک جاننے کے بعد سب سے پہلا فریضہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے ارشاد باری ہے : {وقضی ربک ألا تعبدوا إلا إیاہ وبالوالدین إحساناً} (سورہ اسراء، آیت:۲۲)۔

ترجمہ :اللہ کی عبادت کرو، اوراس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اوروالدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۳— اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ والدین ہی جنت کے دروازوں کے بیچ میں ہیں، امام ترمذیؒ نے اپنی سند سے ابودرداءؓ کی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری ایک بیوی ہے جس کو میری والدہ طلاق دینے کو کہتی ہے تو اس کے جواب میں حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ والد جنت

کے دروازوں کے بیچ ہیں اگر چاہو تو اس دروازہ کو ضائع کردو یا اس کی حفاظت کرو (سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الفضل فی رضا الوالدین ٦/٦)، اور یہ کہ ان کی رضامندی میں اللہ عزوجل کی رضامندی ہے، امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی سند سے رسول اللہ ﷺ کی روایت ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رب کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اور رب کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے'' (جامع المسانید والمراسیل ۴/۴۲۲)۔

۴- والدین جہنم سے رستگاری کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں، چنانچہ ابن حبان نے اپنی سند سے مالک بن الحسن ابن مالک بن الحویرث اور وہ اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نے ایک سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ ﷺ نے آمین فرمایا، پھر جب آپ ﷺ نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر آپ ﷺ نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد ﷺ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی تو اللہ اس کو جنت سے دور کرے تو میں نے آمین کہا، پھر کہا جس نے اپنے والدین میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو پایا اور جہنم میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالی ایسے کو بھی جنت سے دور کرے، میں نے آمین کہا پھر انہوں کہا کہ جس کے پاس آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے تو اللہ اس کو بھی جنت سے دور کرے، تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ آمین فرمائیں، تو میں نے آمین کہا (صحیح ابن حبان باب حق الوالدین، ج ۱/۲۲۷)۔

۵- اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک ان کی زندگی میں بھی ہے اور ان کے مرنے کے بعد بھی تاکہ بحیثیت بیٹے ہونے کہ ہمارے اجر میں اضافہ ہو اور خالق اَرض وسماء کے یہاں ان کے بھی اجر میں اضافہ ہو۔

امام ترمذیؒ نے اپنی سند سے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں، ایک صدقہ جاریہ، دوسرے ایسا علم جس کے ذریعہ فائدہ اٹھایا جائے اور تیسرے کوئی نیک لڑکا چھوڑا ہو جو اس کے لیے دعا کرے (صحیح الترمذی کتاب الأحکام باب ما جاء فی الوقت ۴/ ۵۲۲)۔

سچی بات یہ ہے کہ والدین قبر میں ہماری نیکیوں کے زیادہ ضرورت مند ہیں شاید ان کی لغزشوں سے درگذر ہوجائے اور ہلاکت سے بچ جائیں یا پھر ان کے درجات بلند ہوجائیں۔

۶ – اس امید کا ہمیشہ استحضار کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو پورے خاندان کے ساتھ جنت میں داخل فرمادیں، جس طرح عرش کے حاملین فرشتے ہمارے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :{ربنا وأدخلهم جنات عدن التی وعدتهم ومن صلح من آبائهم، وأزواجهم وذریاتهم إنک أنت العزیز الحکیم}(سورہ غافر :۸)۔

ترجمہ :اے ہمارے رب انہیں عدن کے باغوں میں داخل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو ان کے آباء واجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی نسلوں میں سے نیک ہوں، بیشک تو بڑا ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

دوسرا مطلب :

عملی ذمہ داریاں

پہلی بحث :عام حالات

۷- والدین کی بات کو بہت غور سے سننا اور وہ دونوں جو فرما رہے ہیں اس کو مکمل طور سے سمجھنے کا اظہار کرنا۔

۸- ان کی آواز پر فوراً لبیک کہنا اور اس کے بجالانے پر رضامندی ظاہر کرنا، اور ان کی باتوں کو نہ ٹالنا اور نہ ہی کبیدگی کا اظہار کرنا، اسی سلسلے کی ایک روایت امام بخاریؒ نے اپنی سند سے ابوہریرہؓ کی ذکر کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جن کو جریج کہا جاتا تھا، وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی والدہ نے ان کو آواز دی، لیکن انہوں نے اپنی والدہ کی بات پر کوئی جواب نہیں دیا، پھر نماز ہی میں اس کو خیال آیا کہ نماز کو جاری رکھوں یا والدہ کی بات پر لبیک کہوں اتنے میں وہ پھر آئیں اور بددعا کی کہ اے اللہ اس کو موت اس وقت تک نہ دے یہاں تک کہ اس کو کسی فاحشہ کا منہ نہ دکھا دے، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جریج اپنے عبادت خانہ میں تھے کہ ایک عورت نے یہ بات ٹھان لی کہ میں جریج کو فتنے میں مبتلا کروں گی اور ان کو چھیڑنے لگی اور بات کرنے لگی، لیکن جریج نے اس سے بات نہیں کی، اتنے میں ایک چرواہا آیا اور فاحشہ عورت نے اس کو اپنے نفس پر قادر ہونے دیا، جس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور الزام حضرت جریج پر لگایا کہ یہ اس کا بچہ ہے، جس پر قوم نے ان کے گرجا کو توڑ دیا اور جریج کو برا بھلا کہا، پھر جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور بچے کے پاس آ کر

کہا کہ اے غلام تمہارا باپ کون ہے؟ تو بچہ نے کہا چرواہا۔ جب یہ کرامت قوم کے لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ ہم تمہاری عبادت گاہ سونے کی اینٹ سے بنا دیں گے، لیکن جریج نے کہا نہیں مٹی سے (الجامع الصحیح للبخاری کتاب المظالم باب إذا ہدم حائطا فلیبن مثلہ ۵/۴۲۲)۔

۹ – آپ والدین سے مستقل باتیں کرنے اور ان سے راز کا اظہار کرنے کے مستقل خواہاں رہیں اس لئے کہ دنیا میں والدین سے زیادہ محبت کرنے والا آپ کے ساتھ شفقت کرنے والا اور آپ کی بھلائی کا طالب کوئی نہیں۔

لیکن کتنے ہیں جو اپنے والدین کو رات میں دیر تک دوستوں سے باتیں کرکے ناراض کرتے ہیں ساتھیوں براتیوں کے ساتھ ٹیلی فون اور انٹرنیٹ پر گھنٹوں باتیں کرتے ہیں، لیکن جب والدین سے گفتگو کرتے ہیں تو بہت مختصر اور شارٹ کٹ اور بہت جلد اپنی توجہ ان سے ہٹا لیتے ہیں، لہذا میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اندر سے والدین کے تئیں جو اجنبیت کا احساس ہے اس کو دور کریں گے اور وہ خواہ کتنے ہی مشغول کیوں نہ ہوں ان سے قریب ہونے کی کوشش کریں گے، ان سے گفتگو کریں خواہ دونوں کے ساتھ یا انفرادی طور پر الگ الگ ان کے سامنے دل کھول کر رکھ دیجئے، ان سے نصیحت کے طالب رہئے، پھر دیکھئے کیسے انکے دل جذبات محبت سے سرشار رہتے ہیں اور واقعہ یہ ہیکہ جتنی آپ سے ان کو محبت والفت ہے کسی اور سے نہیں ہے۔

۱۰ – نیکی میں ان کی اطاعت، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {یا أیہا الذین آمنوا أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم} (سورہ نساء، آیت ۹)۔

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اللہ اور اس کے رسول اور تم میں جو اولی الامر ہوں ان کی اطاعت کرو، اور بلا شبہ اطاعت میں اصحاب حق سب سے پہلے اولی الامر والدین ہیں۔

۱۱ – والد یا والدہ کو ہر وقت ہر لمحہ نصیحت خیر خواہی میں نرمی وحکمت کا وہی طریقہ جو طریقہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے ساتھ اپنایا تھا کہ وہ اپنے والد کو بڑے اچھے پیرائے اور نرمی کے انداز میں اور اچھی امید رکھ کر سمجھاتے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ سے یہ چیز مترشح ہوتی ہے فرماتا ہے :{یا أبت لا تعبد الشیطان إن الشیطان کان للرحمان عصیا، یا أبت إن أخاف أن یمسک عذاب من الرحمان فتکون للشیطان ولیا} (سورۂ مریم، آیت :۴۴-۴۵)۔

ترجمہ :اے میرے والد شیطان کی پرستش نہ کیجئے بیشک شیطان رحمان کا نافرمان ہے، والد محترم مجھے اندیشہ ہیکہ آپ کو رحمان کی طرف سے عذاب نہ پہنچ جائے کہ آپ شیطان کے دوست ہو جائیں۔

۱۲- والدین کے ساتھ سب سے بڑی نیکی اور زبردست صبر یہ ہیکہ بچے والدین کی زیادتیوں پر حد درجہ احسان اور آخری درجہ کا اکرام کا معاملہ کریں اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کا ایک جز ہے چنانچہ جب حضرت ابراہیم کے والد نے حضرت کی نصیحت کرنے پر دھمکی دی جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے :{لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا} (مریم:۴۶)۔

ترجمہ : اگر تم باز نہ آئے تو میں تجھ کو سنگسار کردوں گا اور دور ہو جا مجھ سے ایک مدت۔

اس کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس نرم لہجے میں دیا {قال سلام علیک سأستغفر لک ربی إنہ کان بی حفیًا} (مریم، آیت :۴۷)۔

ترجمہ : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا آپ پر سلامتی ہو، عنقریب میں آپ کیلئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا بیشک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔

لہذا ہمیں اس ربانی رہنمائی کو ہمیشہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے :{إن جاهداک علی أن تشرک بی، ما لیس لک بہ علم فلا تطعهما و صاحبهما فی الدنیا}۔ (لقمان، آیت:۱۵)۔

ترجمہ: اگر تمہارے والدین تمہیں میرے ساتھ شرک پر آمادہ کریں، جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے تو تم ان دونوں کی بات نہ مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔

۱۳ — اچھے کام کرنے اور حق کی ادائیگی پر اصرار کرنا چاہئے گو والدین اس کا انکار ہی کیوں نہ کریں، یہ علی بن آبی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جو زیرکی اور ہوشمندی میں اپنی مثال آپ ہیں جب ان کے چچا زاد بھائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی ان کو دعوت دی تو فوراً ہی انہوں نے اس پر لبیک کہا، اور اس سلسلے میں اپنے والد محترم ابوطالب سے مشورہ لینے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی، اس لئے کہ اللہ کا حق بحیثیت خالق ہونے کے مقدم ہے باپ کے حق پر بحیثیت باپ ہونے کے۔

۱۴ — اپنے والدین کی مجلس کو چھوڑ کر اور ان کے ساتھ گفتگو ترک کے اپنے لئے مشکلات مت پیدا کیجئے کہ مکمل طور سے دوستوں اور یاروں کے گود میں ڈال دیجئے اور اکثر اوقات انہی کے ساتھ گھر کے باہر گذاریں، اور جب گھر آئیں تو بظاہر جسم کے ساتھ تو اپنے والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ ہوں لیکن آپ کا ذہن و دماغ ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعہ دوستوں کے ساتھ ہو جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ الفت ومحبت کی رسی بتدریج کٹتی چلی جاتی ہے پھر الزام والدین پر لگاتے ہیں کہ میرے والدین کے پاس مجھ سے بات کرنے کی فرصت ہی نہیں اس کے نتیجے میں آپ کے اور ان کے مابین دوری کی خلیج بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، اس لئے اس کی شدید ضرورت ہے کہ آپ اپنے والدین کے حقوق کے مابین جس کی حیثیت ایک شرعی فریضہ کی ہے اور اپنے دوستوں کے حقوق جس کی حیثیت اس سے کم ہے موازنہ کریں۔

۱۵ — والدین کے ساتھ ہمارا طریقہ کار اسماعیل السلام کا یہ قول ہو: **{یا أبت افعل ما تؤمر ستجدنی إن شاء اللہ من الصابرین}** (سورہ صافات: ۱۰۲)۔

ترجمہ: اے ہمارے والد کر ڈالیئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا عنقریب آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ان معانی پر اچھی طرح سے غور کیجئے کس طرح اطاعت شعار اسماعیل علیہ السلام نے اپنے عظیم باپ کے ساتھ جوان کو ذبح کرنے کے لئے ڈھونڈھ رہے تھے معاملہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ گھر کے باہر دیر نہ ہو اور نہ اس کا مطالبہ کیا کہ مذاکرہ علمی اور ٹیلی ویژن دیکھنے کے مابین موازنہ کریں، یا گھریلو معاشرت اور ٹیلی فون گفتگو کے مابین یا خاندان کے امکانیات کی رعایت اور مادی اخراجات کے مابین موازنہ کریں، بلکہ ان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ان کو ذبح کرنا چاہتے ہیں، تو انھوں نے بلا جھجھک اپنے باپ کی بات پر لبیک کہا، اور اللہ کے حکم کی تنفیذ میں ان کا تعاون کیا، اس طور سے کہ ان کو مشورہ دیا کہ ان کو پیشانی کے بل لٹائیں اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں اور اللہ کے حکم کو بجا لائیں، ان دونوں کا یہ واقعہ ہر نوجوان لڑکے و لڑکی کے لئے ماں باپ کی اطاعت کر کے اپنے آقا و مولا کو خوش کرنے کے لئے مشعل راہ ہے۔

۱۶- والدین کے سامنے اکثر مسکرائیے، اس لئے کہ ان دونوں کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ آپ کو مسکراتا ہوا دیکھیں، اور آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مسلسل رقص کرتا رہے، پھر تو ان کے دل کی گہرائیوں سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں گی کہ اللہ آپ پر اپنی نعمتیں مکمل فرمائے اور دین و دنیا کی سعادت نصیب فرمائے۔

۱۷- ان کے سامنے ان کے احسانات، ان کی کوششوں، اور آپ کی تربیت کے خاطر جو مشقتیں انہوں نے برداشت کیں اس کا تذکرہ مسلسل کیجئے اللہ تعالی فرماتا ہے : **{أن أشکر لی ولوالدیک إلیّ المصیر}** (سورہ لقمان، آیت : ۱۴)۔

ترجمہ : تم میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، تم کو میرے پاس ہی لوٹنا ہے۔

والدین کس قدر خوش ہوں گے جب ان کو اس تعریف کا علم ہوگا اور جب ان کو معلوم ہوگا کہ ان کی کوششوں کو دوستوں رشتہ داروں اور اساتذہ کے سامنے سراہا جا رہا ہے، پھر تو ان کی داد و دہش اور ان کی دعائیں آپ کیلئے دو چند ہو جائیں گی۔

۱۸ـــ آپ اپنے ضروری مسائل میں اپنے والدین سے ضرور مشورہ کیجئے، مثلاً آپ کی خواہش ہے کہ آپ اپنا اسکول یا جو آپ کا خاص موضوع ہے اس کو بدلنا چاہتے ہیں یا شوہر یا بیوی یا ملازمت اختیار کرنا چاہتے ہیں یا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا چاہتے ہیں یا کوئی جائداد خریدنا چاہتے ہیں یا باہر کا سفر کرنا چاہتے ہیں تو ان سے ضرور مشورہ کیجئے آپ ان کا اکثر مشورہ مبنی برصحت پائیں گے۔ یا کم از کم آپ کے لئے دعائیں کریں گے جو آپ کے لیے خیر کا دروازہ کھول دے گی، اور شر کے دروازے بند کرے گی۔

۱۹ـــ ماں باپ کو اس کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ اس کے بچے و بچیاں اگر پڑھنے کے لیے یا تفریح وتجارت کی غرض سے سفر پر ہوں تو مسلسل ان کے رابطے میں رہیں خواہ خطوط کے ذریعہ یا ٹیلی فون سے بات کرکے ان کو بڑا قلق واضطراب ہوتا ہے جب آپ گھر سے باہر سفر پر ہوتے ہیں اور وہ آپ کے فراق پوری رات کروٹیں بدل بدل کر گذارتے ہیں، تو کیا آپ کے لئے یہ روا ہوگا کہ ان کے اس فطری وصاف ستھرے احساسات کا جواب بدتمیزی سے دیں اور یوں کہیں کہ آپ لوگ بھی عجیب ہیں میں بڑا ہو گیا، اب کوئی بچہ تو ہوں نہیں کہ آپ اس قدر پریشان ہوں کہ ہر وقت میں آپ کے رابطے میں رہوں؟ تو یہ ایک طرح سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہوا جو کسی طرح مناسب نہیں کہ آپ اس قدر پریشان ہوں کہ ہر وقت میں آپ کے رابطے میں رہوں؟ تو یہ ایک طرح سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہوا جو کسی طرح مناسب نہیں، یہ تو خالص آپ سے محبت والفت کا نتیجہ ہیں جو قابل احترام ہیں اور مثبت جواب کے طالب ہیں نہ یہ کہ ان کے ساتھ منفی رویہ اپنایا جائے۔

۲۰ـــ آپ اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے آپ کے والدین آپ سے خوش ہوجائیں گے والدین کو اس بات سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ان کے بچے آپس میں بڑے کی عزت کریں اور چھوٹوں پر شفقت کریں خواہ وہ سگے بھائی بہن ہوں یا الاتی واخیافی، والدین کو اس

وقت خوشی کی انتہا نہیں رہتی جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے بچے آپس میں ایک دوسرے سے مل جل کر رہتے ہیں ان کے مابین الفت ومحبت کی فضا قائم ہے ان میں بہت کم اختلاف ہوتا ہے اور اگر کسی بات پر خفا ہوجاتے ہیں تو فوراً ہی صلح وصفائی کر لیتے ہیں، خوشی وغم میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں تنگی وخوشحالی میں ایک دوسرے کے شریک رہتے ہیں والدین کو اس پر بڑا ناز ہوتا ہے اور شاید یہ چیز اولاد کے لئے اللہ کی خوشنودی اور اس کے جنت میں داخلہ کا سب سے قریب تر دروازہ ہو۔

ہمیں ہمیشہ بخاری شریف کی وہ روایت یاد رہنی چاہئے جو امام بخاریؒ نے اپنی سند سے عبداللہؓ بن عمرؓ و بن العاص سے روایات کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**ليس الواصل بالمكافي ولكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها**'' (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، حدیث: ۵۶۴۵)۔

مطلب یہ ہے کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلے کے طور پر کرے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب رشتہ کاٹا جائے تو وہ اس کو جوڑے۔

۲۱– آپ اپنے مادی مطالبات اور عام اخراجات میں کفایت شعار اور قناعت پسند بنئے، جو آپ کے خاندان کے مادی صلاحیت کے مناسب ہو نہ کہ جو آپ کے ہم جولیوں کے مناسب ہو، اس لئے کہ ہر گھر کی مادی صلاحیت دوسرے گھر سے مختلف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {**لينفق ذو سعة من سعته، ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله لا يكلف الله نفسا إلا ما آتاها سيجعل الله بعد عسر يسراً**} (الطلاق، آیت: ۷)۔

ترجمہ: اہل وسعت اپنی وسعت کے لحاظ سے خرچ کریں، اور جس کے رزق میں تنگی ہو اس کو چاہئے کہ جو اللہ نے اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کریں، اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان کو اتنا ہی مکلف بناتا ہے جتنا اس کو دیا ہے، عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کردے گا۔

۲۲– مجھے امید ہے کہ ہر نوجوان یہ بات ذہن نشین کرلے گا کہ والدین کے لئے بچوں

پر خرچ کرنا اس وقت تک واجب ہے جب تک لڑکے جوان ہوجائیں اور ان کو کمانے پر قدرت ہوجائے اور لڑکیوں پر جب تک ان کی شادی نہ ہوجائے، اس مرحلے کے بعد ان پر خرچ محض ان کی طرف سے فضل واحسان ہے جس کا تذکرہ ہونا چاہئے اور ان کا شکر ادا کرنا چاہئے یہ نہیں کہ زبردستی مطالبہ کیا جائے۔

۲۳– یہ بات اچھی طرح گوش گذار ہونی چاہئے کہ ماں وباپ اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہیں لیکن بچوں کے بس کی بات نہیں کہ وہ والدین کی پرورش کریں، وہ تو اپنے بچوں سے اچھی امید کرتے ہیں اور ان الفاظ کو محسوس کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نرمی پر دال ہوں، لہذا ہماری ذمیداری ہے کہ ہم ان کے لئے خیر خواہی پیش کریں یہ قطعاً مناسب نہیں کہ ہم باپ سے ترکی بترکی بحث ومباحثہ کریں گو کہ وہ آپ کو اس کا موقع دیں تو یہ ان کی طرف سے حسن اخلاق پر محمول ہوگا اور آپ کی طرف سے بداخلاقی پر، مثال کے طور پر اگر وہ آپ کو دوست بنالیں تو یہ آپ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آپ ان کے دوست بیٹے کے ساتھ ہیں یا سہیلی بیٹی کے ساتھ ہیں لہذا باپ اور بیٹے کے درمیان ادب کا پہلو ملحوظ رہے، دوستی کتنی ہی گہری کیوں نہ ہو، اس طرح آپ کے ماں باپ آپ کو دوست بنا کر خوشی محسوس کریں گے اور محبت والفت پروان چڑھتی رہے گی اور کبھی ختم نہیں ہوگی۔

دوسری بحث: خاص حالات

اول– مالداری کے بعد حالت فقر

۲۴– کوئی بھی انسان خواہ کتنا ہی بڑا تاجر ہو، کتنی ہی دولت اس کے پاس بھری ہو، کتنی ہی باوقار ملازمت ہو، یا کتنا ہی واقف کار ہو، ایک نہ ایک دن مالداری وخوشحالی کے بعد فقر سے دوچار ہوتا ہے، ہر روز کتنی ہی کمپنیاں کھلتی ہیں اور دوسرے دن بند ہوجاتی ہیں، کتنے ہی

ادارے پروان چڑھتے ہیں اور قلاش ہو جاتے ہیں، کتنے ہی لوگ روزمرہ زندگی میں بے کاری کے شکار ہوتے ہیں اس کو جلال الدین سیوطی نے اپنی سند سے حضور ﷺ کا قول نقل کیا ہے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تین چیزیں انسان کو نجات دلانے والی ہیں خفیہ اور اعلانیہ طور پر اللہ کا خوف، غصہ وخوشی میں انصاف حالت فقر ومالداری میں اعتدال، اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، اتباع نفس بخل اور خود پسندی (جامع المسانید والمراسیل ۴/۱۵۲)۔

اگر بچے اس تنگی اور ابتلائے ربانی کو سمجھتے ہوں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ باپ پر یہ ثابت کر دیں کہ وہ کم سے کم پر زندگی بسر کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور ان سے محبت کی وجہ سے تمام کمالیات وتحسینیات بلکہ بعض حاجیات سے بھی گریز کر سکتے ہیں۔

۲۵— بہتر تو یہ ہیکہ بچے اپنے باپ کو یہ تک محسوس نہ ہونے دیں کہ کس طرح اس کے ساتھی خرچ کرتے ہیں یا کس طرح اس کے دوست اس کو عار دلاتے ہیں تا کہ باپ دباؤ محسوس نہ کریں، جس کی وجہ سے ان کو حسرت وتکلیف ہواور وہ مشتبہ یا حرام مال کی طرف قدم بڑھانے لگیں۔

۲۶— اس سے بھی بڑھ کر شرافت یہ ہیکہ ایسے پیش آمدہ حالات میں کوئی ایسا جاب تلاش کریں جس سے آپ کی تعلیم متأثر نہ ہو، پہلے اپنے خاندان کی بعض ضروریات فراہم کریں بعد میں اپنی ضرورتیں پوری کریں، اور یہ ثابت کر دیں کہ ان کے اندر نئے حالات کا سامنے کرنے کی پوری صلاحیت ہے، اور اپنے باپ کا تعاون کرنے کی بھی اہلیت ہے تا کہ والد اپنے خاندان کی اور جگر گوشوں کی ضروریات پوری کرنے میں اپنی درماندگی وعاجزی کا احساس نہ کریں۔

اسی طرح لڑکیوں کے لئے بھی یہ مناسب ہے اگر گھر والے راضی ہوں اور مناسب کام بھی ہو تو گھر کے اندر یا گھر کے باہر کوئی کام تلاش کریں جس سے تمام لوگ باعزت طریقہ سے ایسے پریشان کن حالات میں اپنے والد کا تعاون پیش کر سکیں۔

۲۷— ممکن ہے کہ آپ اپنے والدمحترم کا تعاون اس طور پر کریں کہ کسی نئے کام کی تلاش کے لئے اپنی اچھی سے بایوڈاٹا لکھ کر اور اپنی صلاحیتوں سے استفادہ کے لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بھی رابطہ کریں تا کہ اندرون ملک یا بیرون ملک میں کسی جاب کا موقع مل جائے۔

دوم—قیام کے بعد حالت سفر

۲۸— جب والدین یاان میں سے کوئی ایک سفر کریں توانہیں اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے کہ ان کی معنوی تکلیفیں کم سے کم ہوں کیونکہ سفر عذاب کی ایک قسم ہے،لہذا سفر میں یا جس جگہ وہ قیام کریں گے ان کی خیریت پر اطمینان کے لئے والدین سے براہ راست رابطہ کرنے میں جلدی کرنا یا جس جگہ وہ گئے ہیں خواہ کسی سے ملنے کی غرض سے یا قیام کی غرض سے وہ کس حد تک آرام دہ ہے اسی طرح والدین سے دور کی وجہ سے اپنی وحشت اور تکلیف کا اظہار کرنا، اوران سے دعا کیلئے اصرار کرنا، کیونکہ سفر میں دعا مقبول ہوتی ہے،خصوصاًاگر والدین کریں تو پھر کیا کہنا،اور یہ کہ ہمیں آپ کی دعااور آپ کی رضامندی کی سخت ضرورت ہے، بچے اور بچیاں یہ درخواست کرنا کبھی نہ بھولیں کہ ان کیلئے کیا کریں جس سے ان کو سفر میں زیادہ سے زیادہ آرام ہو،خواہ ان کے جائے قیام میں یا سفر میں، والدین کو اس وقت بڑی خوشی ہوتی ہے جب ان کو معلوم ہو کہ ان کے بچے دوران سفران کے دوستوں رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کررہے ہیں، پھر ہمیں چاہئے کہ والدین کو یہ بتاتے بھی رہیں کہ ہم ان کے پاس جاتے ہیں اور آپ کا تذکرہ ان سے برابر کرتے ہیں۔

۲۹— اس جگہ ایک بڑی اہم بات یہ ہے کہ جب والدین سفر سے لوٹیں تو بہت زیادہ خوشی کا اظہار کریں، ان کا سر اور ہاتھ کا بوسہ دیکر ان کو اس کا احساس دلائیں کہ ان کے آنے اور ان کی ملاقات سے بڑی خوشی ہوتی ہے،اس کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رکھیں کہ جب وہ گھر آئیں تو ان کے استقبال کے لئے گھر کی صفائی ستھرائی کرکے بالکل آراستہ کردیں، اوراگر کسی لمبے سفر

سے واپس آرہے ہوں تو گھر کے اندر اور باہر گملے وغیرہ رکھ دیئے جائیں، اور ان کے آنے پر پورا خاندان استقبال کے لئے اکھٹا ہوجائے اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دوران سفر جو غمزدہ کرنے والی خبریں یا کوئی چیز ضائع ہوگئیں یا گھر وخاندان میں جھگڑا وغیرہ ہوگیا ہو تو فوراً نہ بتائیں، بلکہ آہستہ آہستہ جب وہ کافی آرام پالیں پھر بتائیں، اس سلسلے میں ہمارے لئے حضور ﷺ کا عمل اسوہ ونمونہ ہو، چنانچہ جب خیبر فتح ہونے کے بعد حضرت جعفرؓ بن أبی طالبؓ حبشہ سے لوٹے تو آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی ان کلمات کے ذریعہ فرمایا کہ نہیں معلوم کون سی خوشی مجھے زیادہ ہے ایا خیبر کی فتح یا جعفرؓ کے آنے کی (جامع المسانید والمراسیل جلال الدین سیوطی ۶/۳۱۴)۔

سوم—تنگی وناراضگی کی حالت

۳۰—انسان خواہ کوئی ہو اس کو غصہ آتا ہے، یہ ہمارے آقا سیدنا یعقوب علیہ السلام ہیں جو اپنی اولاد پر ناراض ہورہے ہیں جس کو قرآن نے یوں نقل کیا ہے : {وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاأَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ} (سورہ یوسف، آیت: ۸۴) ترجمہ : اور الٹا پھرا ان کے پاس سے اور بولا افسوس یوسف پر، اور سفید ہوگئیں آنکھیں اس کی غم سے، سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا۔

یہ سیدنا موسی علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم کی طرف غصہ کرتے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں، یہ حضرت یونس علیہ السلام ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : {وذاالنون إذ ذهب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه} (سورہ انبیاء :۸۷) ترجمہ : اور مچھلی والے جب ناراض ہوکر چلے گئے، تو انہوں نے سمجھا ہم ان پر قادر نہیں ہوں گے۔

امام شافعیؒ کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ جس کو غصہ دلایا جائے اور وہ غصہ نہ ہو تو وہ گدھا ہے۔ **فيض القدير للمناوی حرف الهمزة أن الغضب من الشيطان** لوگ مختلف

ہوتے ہیں، کسی کو جلد غصہ آتا ہے تو کسی کو دیر میں، لہذا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اگر آپ کے والدین آپ سے یا دوسروں سے ناراض ہوجائیں، اہم بات یہ ہے کہ ناراضگی کے اسباب کو سمجھیں اور ایسی حالت میں کیا معاملہ کیا جائے اس پر غور کریں۔

والدین کے ساتھ خوشی کے اوقات میں ناراضگی سے بچاؤ کی راہ تک پہنچنے کی کوشش کیجئے بایں طور سے کہ خاندان کے جس فرد کو غصہ آرہا ہو وہ تیزی سے جائے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے، ہیثمی نے اپنی سند سے عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے روایت کی ہے : ''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز کے ذریعہ ہمیں آرام پہنچاؤ اے بلال، (مجمع الزوائد کتاب العلم باب فیمن کذب علی رسول اللہ ﷺ ۱/ ۱۶۸) غصہ سے متعلق کلام کو کسی دوسرے وقت کے لئے ٹال دینا جب سارے لوگ پُرسکون ہوجائیں، یا موضوع سے متعلق تنہائی میں گفتگو کرلیں۔

والدین کے غصہ کی آگ اس وقت بجھانا ممکن ہوگا جب ان کے سامنے رحمت وشفقت کے ہاتھ پھیلا دیں اور ان سے گفتگو کے وقت ان کی ہر بات میں موافقت کا اظہار کریں، اور ان کو چیلنج کرنے کے بجائے نفس کے جذبات کو کنٹرول کریں بلکہ اس وقت آپ کی عزت اللہ کے نزدیک اور بڑھ جائے گی جب ان کے سامنے عذر پیش کردیں کہ میں ہی غصہ کا سبب بنا خواہ غلطی والدین ہی کی کیوں نہ ہو اس میں کوئی عیب نہیں، شائد ارشاد باری کا یہی مطلب ہے : {**واخفض لهما جناح الذل من الرحمة**}(الاسراء: ۲۴) ترجمہ: اوران دونوں کے لئے نرمی کے بازو کو جھکا دیجئے۔

ایسے حالات میں ان کے ہاتھوں اور سر کا بوسہ دیئے بغیر ان سے بیزار ہو کر گھر کو چھوڑنے سے بچئے، اور حتی الوسع ان کے سکون قلب پر زور دیجئے، ان شاء اللہ آپ اصحاب یمین میں سے ہوجائیں گے، اور اگر آپ مقربین میں سے بننا چاہتے ہیں تو ان دونوں سے ملنا مت چھوڑیئے امام ابوداؤد سجستانی نے اپنی سند سے عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے ہجرت پر بیعت

کرنا چاہتا ہوں اس حال میں کہ میں نے والدین کو روتا ہوا چھوڑا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوٹ جاؤ اور ان دونوں کو جس طرح رلایا ہے، ہنسا کر آؤ (سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب الرجل یغزو وأبواہ کارہان ج ۷ر ۲۰۳)۔

چہارم—حق بات کہنے پر ان میں سے کسی ایک کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے تشدد کی حالت

یہ بات شاذ ونادر ہی ہوتی ہے کہ والدین آپ کی بات کو اچھی طرح سے سمجھیں اور افراد خانہ کے ساتھ مشورہ کریں اگر ایسا ہو تو یہ قابل ذکر بات ہے اور اس پر اللہ کا شکر بجالانا چاہئے: {لئن شکرتم لأزیدنکم} (سورہ ابراہیم، آیت: ۷) ترجمہ: اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم تمہاری نعمتوں میں اضافہ کردیں گے۔

لیکن اگر ماں یا باپ بیٹے وبیٹیوں کی بات کو کالعدم قرار دیں اور چھوٹی وبڑی بات، آنے جانے اسکول ملازمت، میاں بیوی، ٹیلی فون وموٹر کرسی ہر چیز میں مداخلت کرنے لگیں تو واقعۃً یہ ایک مصیبت ہے جس پر اچھی طرح صبر کرنا ضروری ہے لیکن انتظام چلانے کیلئے معمولی نقصانات کا ارتکاب کرکے حتی الامکان مفاسد کو دور کیا جائے گا۔

۳۴— حتی الوسع اس بات کی کوشش کیجئے کہ مشکلات پیش آتے وقت آپس میں جھگڑا نہ کریں، بلکہ خاندان کے اندر ایک اصل شرعی کی حیثیت سے آپس میں گفتگو اور مشورے کے اصول کو قائم کریں، اللہ تعالی فرماتا ہے: {وشاورھم فی الأمر} (آل عمران، آیت: ۱۵۹) ترجمہ: ''اور معاملہ میں ان سے مشورہ کیجئے''، {وأمرھم شوری بینھم} (شوری: ۳۸) ترجمہ: ''اور ان کا معاملہ آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے''، نہ کہ اس کو کسی متعین مسئلہ سے جوڑے، اور یہ چیز آپ میں ایک دوسرے کی رضامندی اور میل جول سے ہو، اور اس گفتگو سے پہلے اللہ تعالی

کے اس قول کو نہ بھولئے :{**فقدموا بین یدی نجواکم صدقة ذلک خیر لکم وأطهر**}
(سورہ مجادلہ:۱۲) ترجمہ : ''تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات، یہ بہتر ہے تمہارے حق اور بہت ستھرا...اور کوئی ہدیہ دیں یا کوئی اچھی بات کہیں''

۳۵- جب تشدد ظاہر ہونے لگے تو اس وقت ضروری ہے کہ آپ تنہائی کی طرف اور قراردادوں کو تنہا اپنانے کی طرف مستقل مائل نہ ہوں، یہ چیز آپ کے وقتی مشکلات کو حل کردے گی، لیکن بعد میں آپ کے مسائل کو مزید پیچیدہ بنا دے گی، اور جب والدین مداخلت کرنے لگیں تو مشکلات اور پریشانیاں مزید بڑھ جاتی ہیں، مثال کے طور اگر کسی کو یہ معلوم ہے کہ اس کے والدین متعین لڑکی سے نکاح پر کبھی راضی نہیں ہوں گے، اس کے بعد بھی شادی کرلے تو ظاہری بات ہے کہ وہ دونوں طلاق دینے پر اصرار کریں گے جس سے بڑے برے نتائج سامنے آئیں گے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ نکاح کے پیغام ہی کو ختم کردے۔

۳۶- جب حق کے استعمال میں آپ تشدد کو ختم کرنے یا کم کرنے کیلئے تال میل نہ قائم کرسکیں اور آپ کیلئے ممکن ہو کہ رشتہ داروں یا دوستوں یا خاندان کے جو صاحب حیثیت اور باہوش لوگ ہوں ساتھ تال میل کریں، اس اہمیت کے ساتھ کہ ان کی بڑائی میرے دل میں ہے اور میں ان کے ساتھ خیرخواہی چاہتا ہوں، نیز ان کو تاکید کردیں کہ اختلاقی بات ذکر کرنے سے پہلے یہ سب باتیں ان سے کریں۔

۳۷- اگر معاملہ گمبھیر ہو اور کسی شرعی امر سے رکاوٹ بن رہا ہو مثلا مسجد میں نماز پڑھنے یا یتیموں محتاجوں اور بوڑھوں کی نگہداشت یا فلسطینی بھائیوں کے تعاون یا مصلحین دعاة کی مدد یا نیک لوگوں سے شادی کرنے سے رکاوٹ بن رہا ہو تو آپ کے لیئے جائز ہے کہ ان کو بتائے بغیر محدود پیمانہ پر تصرف کریں اس تاکید کے ساتھ کہ اگر ان کو معلوم ہو جائے گا تو آپ ان پر ظلم نہیں کریں گے۔

پنجم — والدین میں سے کسی کے فسق کی حالت

۳۸— اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں کسی برائی کا ارتکاب کریں تو ہماری سب سے پہلی ذمیداری یہ بنتی ہے کہ ہم ان کے لئے صدق دلی سے وہ دعا کریں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے اللہ نے کرائی : **{ربنا اغفر لی ولوالدیَ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب}** (سورہ ابراہیم، آیت ۴۱) ترجمہ : اے ہمارے رب میری میرے والدین کی اور تمام مؤمنین کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔

۳۹— آپ کی ذمیداری بنتی ہے کہ اگر والدین کسی ایسے کام کا حکم دیں جس سے اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے تو ایسے کسی کام کو قطعاً نہ بجالائیں مثلا لڑکی کو بے حیائی اور بے پردگی کا حکم دیں یا لڑکے کو سگریٹ یا شراب خریدنے کا حکم دیں یا ان سوسائٹیوں سے وابستہ ہونے یا اس کا تعاون کرنے کا حکم دیں جو فسق وفجور یا گندی باتیں نشر کرتی ہیں، یا بلو فلمیں خریدنے کے لئے کہیں، یا ایسی تفریح گاہوں کی طرف جانے کے لئے کہیں جہاں ناچ گانا ہو یا ظالموں کے تعاون کے لئے کہیں، یا مالداروں اور فقیروں کے مال پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ہیں یا ایسا حق چھپانے کے لئے کہیں جو پریشان حال لوگوں سے ظلم کو ختم کرتا ہو، یا رشتہ داروں سے قطع تعلق کے لئے کہیں وغیرہ وغیرہ تو ایسے معاملہ میں آپ اللہ کے یہاں معذور نہیں ہوں گے، اور آپ کی یہ نہیں چلے گی جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے : **{إنا وجدنا آبائنا علی أمة وإنا علی آثارهم مهتدون}** (سورہ زخرف، آیت : ۲۲) ترجمہ: ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم لوگ انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

لیکن ان سب میں شرط یہ ہے کہ ان سے چیلنج کا اظہار نہ ہو، بلکہ نرمی کا پہلو ملحوظ ہو، اور ان کے ساتھ رہن سہن اچھا ہو، ارشاد باری ہے : **{ولا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفاً}** (سورہ لقمان، آیت : ۱۵)۔

ترجمہ :اوران دونوں کی بات نہ مانئے اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے۔

ابن حبان نے اپنی سند سے ابوہریرہؓ کی روایت ذکر کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا گزر عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس سے ہوا، اس حال میں کہ وہ ایک جھاڑی کے سائے میں تھا تو اس ''ملعون'' نے کہا کہ ابن ابی کبشہ ''رسول اللہ'' نے ہمارے اوپر غبار اڑا دیا، اس پر عبداللہ بن عبداللہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو معزز بنایا، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس کا سر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں، آپ نے فرمایا نہیں تم اپنے والد کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اوران کے ساتھ اچھا معاملہ پیش کرو، عبداللہ بن ابی بن سلول کی ساتھ جو حضور ﷺ کی ایذا رسانی کے در پے رہتا حسن سلوک کا حکم نہ فرماتے۔

۴۰- اگر والدین خواہش نفس سے مغلوب ہو کر حق سے دور ہو جائیں اور شیطان ان کو ہلاکت کی طرف لے جائے تو ان کو راہ راست کی طرف بلانے کے لئے عمدہ طریقہ اور لطیف تدابیر تلاش کیجئے۔

جیسا کہ معاذ بن عمرو بن الجموح نے اپنے والد کے ساتھ کیا جو کسی بت کی پرستش کرتے تھے اور ہر رات سونے سے پہلے بت پر خوشبو ملتے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے، تو معاذ بن عمرو بن الجموح نے اپنے ہم نام دوست معاذ بن جبل سے مشورہ طلب کیا اس حال میں کہ ان دونوں کی عمریں تیرہ سال سے بھی اوپر نہ تھی، چنانچہ وہ دونوں بت کو کوڑا خانہ میں پھینک دیتے تھے تا کہ باپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائیں کہ جو بت خود اپنا کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں تو وہ دوسروں کو کیا نفع ونقصان پہنچائے گا، ایک دن انہوں نے قسم کھائی کہ اس کی گردن میں تلوار لٹکا دیگا تا کہ جو کوئی اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے گا اس کو یہ بت قتل کر دے، پھر بھی ان دونوں نے بت لئے اور ایک مردہ کتے کے پاس کوڑے گھر میں ڈال دیا، صبح کے

وقت جب غصہ سے بھڑک اٹھے اور چلانا شروع کیا تو ان دونوں نے ان کے غصہ کو یہ کہہ کر ٹھنڈا کیا آپ نے ان کی گردن میں تلوار لٹکا دی پھر بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا تو پھر یہ آپ کو کیا فائدہ پہنچائے گا، اس وقت عمرو بن الجموح مسلمان ہو گئے اور اسلام کی خاطر خوشی وغمی صلح وجنگ میں زبردست کارنامے انجام دیئے، ان کو اس پر اطمینان نہیں ہوا کہ ان کے چاروں لڑکے اللہ کی راہ میں جہاد کریں بلکہ خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور لڑکوں کے ساتھ میدان جہاد میں جانے کی درخواست کی، شاید اللہ انہیں بھی ان لوگوں کے ساتھ شہادت نصیب فرما دے، اور لنگڑاتے ہوئے جنت میں چلیں، چنانچہ اللہ نے ان کی خواہش پوری کی اور جام شہادت نوش کیا، اور وہ قیامت کے دن تنہا ہوں گے جو لنگڑاتے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔

موجودہ زمانہ میں ایسے بچوں کے بہت سے واقعات ہیں جنہوں نے اپنے باپ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور حکمت ودانائی سے ان کو راہ راست کی طرف دعوت دی تو وہ راہ راست پر آ گئے انہی واقعات میں سے ایک ڈاکٹر کا واقعہ جس نے اپنے پہلے بیٹے کا نام محض اسلام سے نفرت کے نتیجے میں لہب رکھا تا کہ اس کی کنیت ابولہب پڑے، اور ایک ایسے خاندان میں لڑکا کی نشونما ہوئی جس کی زندگی لہو ولعب اور شراب وکباب سے آراستہ تھی، لیکن بچہ کو اس زندگی سے نفرت ہو گئی، اور ایک مسجد میں پناہ لی اور صالح نوجوانوں کی صحبت اختیار کی جس سے اس کا باپ ناراض ہو گیا۔ اور اس کو برطانیہ بھیج دیا تا کہ ہر بدکردار کو اپنا آئیڈیل بنائے اور شراب وکباب کا عادی ہو، لیکن وہاں بھی اس کو کسی مسجد کی تلاش ہوئی اور مسجد نہ ملنے پر اس نے تنہا اذان دی اور نماز پڑھی اور اپنے ساتھیوں کو انفرادی طور پر دعوت دینے لگا اور ان کے ساتھ مل کر نماز کے لئے ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا، اور آہستہ آہستہ وہ کمرہ ایک اسلامی مرکز میں تبدیل ہو گیا، اور وہ خود اس کا امام ہو گیا، جب اس کے والد کو اس کا علم ہوا تو غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا، اور لڑکا کو خاندان کے غلط عادات واطوار کی طرف واپس لانے کے لئے برطانیہ کا سفر ڈالا لیکن لڑکا

نے امید کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور باپ کو شریعت اسلامی کا پابند ہونے اور ماضی میں جو غلطیاں ان سے سرزد ہوئیں اس سے تائب ہونے پر آمادہ اور مطمئن کر دیا، اور برطانیہ سے اس حال میں لوٹا کہ اپنی اپنی کنیت ابولہب سے نفرت تھی۔

ششم—زبردست غیرت کی حالت اور بچوں وبچیوں کی شادی یا منگنی کے بعد بیجا مداخلت

۴۱— یہ ایک فطری بات ہے کہ منگنی یا شادی کے بعد لڑکے لڑکیوں کا میلان ایک دوسرے کی طرف ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور برتاؤ میں کمی آتی ہے ایسے موقع پر نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ آیت یاد رکھنی چاہئے {فلا تمیلوا کل المیل} (سورہ نساء، آیت :۱۲۹) ترجمہ : مکمل طور سے مائل نہ ہوجاؤ۔

اور والدین کی غیرت کا احترام کرنا ضروری ہے، اور مختصر وقت میں ان سے میٹھی بات کرنا ان کو عمدہ سے عمدہ ہدیہ دنیا، اور مسلسل ان کی زیارت کرنا، اور ان دونوں کے احسانات کا ذکر کرنا ضروری ہے، تاکہ وہ دونوں جونئی صورت پیدا ہوئی ہے اس کے عادی ہوجائیں اور اپنی سخت غیرت کے ساتھ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے جانبیں کے تعلقات متاثر ہوں۔

۴۲— اس بات کی زبردست کوشش ہو کہ میاں بیوی کے مابین راز محدود ہیں، اور والدین سے صرف انہی معاملوں میں مشورہ طلب کریں جس کے حل کرنے سے وہ قاصر ہوں، یہ نہیں کہ ہر چھوٹی بڑی بات میں ان کو شامل کرنے لگیں، اور مداخلت کی اجازت دینے لگیں، یہ چیز مرد کی قوامیت کو متأثر کرے گی اور بیوی کو سخت دشواری میں مبتلا کر دے گی، اور بیوی کو کہیں یہ احساس نہ ہو کہ وہ گھر کی مالکن نہیں ہے جس سے زوجین کے مابین نزاع اور اختلاف کی بیج پڑے۔

۴۳— اگر والدین کی طرف سے مسلسل مداخلت ہو رہی ہو تو اس کو نہایت نرمی سے ختم کیا جاسکتا ہے، لیکن یہاں پر یہ بات ملحوظ رہے کہ ان کی طرف سے کھلی مداخلت قبول کئے بغیر

ایسے کام کیجئے جو آپ دونوں ''میاں بیوی'' کی زندگی کو ٹھیک ٹھاک رکھے، یا بیوی کے دباؤ میں آکر والدین سے الجھنے لگیں خصوصاً اگر والدین یا ان دونوں میں سے کوئی ایک اپنی مداخلت میں حق بجانب نہ ہوں اس لئے کہ آپ اپنے بیوی بچے اور گھر والوں کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں، اللہ کے یہاں یہ کہہ کر آپ نہیں بچ سکتے کہ میرے والدین یا بھائی بہن وغیرہ زبردستی کر رہے تھے ایسے موقعوں پر اس میں کوئی حرج نہیں کہ والدین کے سامنے لطیف انداز میں بات بنا لے جائیں کہ اب تو ہم لوگ بڑے ہو گئے اور آپ لوگوں سے ہم نے اتنا سیکھ لیا ہے کہ ہم اپنے کام کو خود انجام دے سکیں۔

ہفتم — اتفاق کے بعد طلاق و اختلاف کی حالت

والدین کے مابین نزاع یا طلاق کے وقت آپ کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کو اختیار کریں جس کی قرآن نے مثال پیش کی ہے : {**وضرب االله مثلاً رجلين أحدهما أبكم لا يقدر على شئ وهو كل على مولاه أينما يوجهه لايأت بخير هل يستوى هو ومن يأمر بالعدل وهو على صراط مستقيم**} (سورۃ النحل، آیت :۷۶)۔

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی مثال پیش کرتا ہے ان میں ایک گونگا ہے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا، وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جہاں کہیں اس کو بھیجتا ہے کوئی بھلائی لے کر نہیں آتا، کیا وہ برابر ہو سکتا ہے اس شخص کے جو انصاف کا حکم دیتا ہو اور راہ راست پر ہو۔

پہلی مثال میں ایک ایسے بے بس گونگے انسان کی تصویر ہے جس کو کہنے کے لئے کوئی شعور نہ ہو اور نہ ہی کسی مشکل کے حل کرنے یا کسی پریشانی کو دور کرنے پر قدرت ہو وہ اپنے معاشرہ پر بوجھ ہو، اور نہ اپنی ذاتی ومعاشرتی ذمہ داریوں کے نبھانے کی کوئی صلاحیت ہو اور یہ ایک گھٹیا تصویر ہے جس کو قرآن پیش کرتا ہے اور اس کا اطلاق بہت سے ان بچوں پر ہوگا جو

اپنے والدین کے مابین نزاع کے وقت گوشۂ تنہائی اور کتمان کا سہارا لیتے ہیں اور گھر سے فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں اور گھر سے صرف کھانے اور سونے کا واسطہ رکھتے ہیں یا بسا اوقات بیٹے بیٹیوں کے ساتھ تال میل والے تعلقات شروع کر دیتے ہیں یا سگریٹ نوشی و مئے نوشی اور نشا آور چیزیں استعمال کرنے لگتے ہیں اس وہم میں کہ اس سے غم ہلکا ہوگا جب کہ یہ چیزیں مشکلات کو بڑھاتی ہیں، اور یہ عادتیں نسل درنسل منتقل ہوتی ہیں اور کبھی ماں باپ کے مابین بحران اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب وہ دونوں ایک دوسرے پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں اور یہ بچوں کے ضیاع کا سبب ہوتا ہے۔

رہی دوسری زندہ جاوید تصویر جس کو قرآن نے پیش کی ہے وہ ایسے انسان کی ہے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی مرد ہو یا عورت وہ عدل وانصاف کا حکم دینے، جودسخا کرنے اور مشکلات کے حل کرنے کے لئے آپس میں مل بیٹھنے میں جلدی بازی کرتے ہیں یا دو حکموں کا سہارا لیتے ہیں کتنے ہی بیٹے ہیں جنہوں نے کوشش کی اور کامیاب ہوئے یا والدین سے مسئلہ کے حل کی راہ تلاش کرنے کے لئے اصرار کیا اور معاملہ کو حل کرنے اور بحران کو جڑ سے ختم کرنے کا سبب بنے۔

یہاں پر یہ بات ملحوظ رہے کہ دونوں سے محبت یکساں ہو، کسی ایک طرف جھکاؤ نہ ہو، اور ان دونوں سے اس کا اظہار ہو کہ ہماری خواہش ہے کہ ہمارے والدین ہمارے لئے قابل تقلید نمونہ بنیں اور ہم بحیثیت آپ کے بیٹے وبیٹیوں کے آپ کی خوشیاں اپنے خوشی سے پہلے چاہتے ہیں اور ہم اصلاح کی کوشش سے مایوس نہ ہوں خواہ ابتدا میں وہ ہماری مداخلت کو رد کر دیں۔

۴۵- اگر ان دونوں کے مابین مصالحت دشوار ہو جائے، اور معاملہ ہاتھ سے نکل جائے، اور خدانخواستہ ایسی بات پیش آجائے جو نہایت ہی پسندیدہ ہے یعنی طلاق تو بچوں پر واجب ہے کہ دونوں کے درمیان تال میل کے لئے کوشاں رہیں اور واضح طور سے ان سے مطالبہ کریں کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی کسی بچے سے منفی بات نہ کریں، اور اگر کوئی بات کریں بھی تو مثبت

ورنہ خاموش رہیں، تاکہ ان دونوں کی صورتیں ایک دوسرے کے ساتھ اچھی یا کم از کم قابل قبول رہیں، اور طلاق کی صورت میں یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ ماں یا باپ میں سے کسی ایک کی بات پر لبیک کہیں، اور دوسرے سے قطع تعلق کریں، اور اگر ان دونوں میں سے کوئی اس کا تقاضہ بھی کریں تو ہمارا جواب واضح ہو کہ ہم آپ دونوں کی رائے کی قدر کرتے ہیں لیکن کیا کریں اسی کے ساتھ ہم اپنے رب کے بندہ ہیں جو آپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے خواہ وہ شرک کرنے کا حکم دیں جو سب سے بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

{وإن جاهداک علی أن تشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفاً} (سورہ لقمان)۔

ترجمہ : اگر وہ دونوں تمہیں میرے ساتھ شرک کرنے پر آمادہ کریں تو ان کی بات نہ مانو ایسی چیز کے بارے میں جس کا تمہیں علم نہیں ہے اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۴۶۔ طلاق کی صورت میں بچوں کے لئے ضروری ہے کہ بچے والدین سے عید وتہوار کے موقع پر ملنے کی کوشش کریں اور ملنے جلنے اور تحفے وتحائف پیش کرنے میں ان دونوں کے درمیان کوئی تفریق نہ برتیں، گو کہ وہ تمہارے ساتھ کتنی ہی کوتاہی کریں، مناسب تو یہ ہے کہ بچے اپنے والدین سے اس کے لئے درخواست کریں کہ وہ دونوں از سر نو پھر سے ازدواجی زندگی میں منسلک ہو جائیں، اس لئے کہ بعض دفعہ آدمی نرم پڑ جاتا ہے۔

ہشتم ـ صحت کے بعد حالت مرض

۴۷۔ اگر والدین یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بیمار ہو جائیں تو یہ وقت ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے ساتھ وفاداری کر کے نیکیاں حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے، تاکہ ان کو ہماری طرف سے اس کا احساس ہو کہ ہم ان کا بہت خیال کرتے ہیں، ہم زیادہ سے

زیادہ ان کے پاس جائیں، ان کو ڈاکٹروں اور جس مرض میں مبتلا ہیں اس کے اسپیسلسٹ کے پاس لے جائیں، ان کو شفا سے متعلق دعائیں دیں دلاسا اور الفت ومحبت سے بھرے خطوط لکھیں، اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دست دعا آسمان کی طرف اٹھائیں کہ اللہ ان دونوں کو جلد شفا عطا فرمائے، ہم مسلسل ان کے ساتھ حسن سلوک کریں اور ان دونوں کی خدمت کر کے خوشی کا اظہار کریں، اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کو شفائے عاجلہ اور کاملہ عطا فرمائے گا، خواہ مرض کتنا ہی طول پکڑ جائے اور ان کو اعذار لاحق ہو جائیں۔

۴۸— اگر والدین اپنے علاج کے مصارف برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور آپ مالدار وخوشحال ہیں تو ان پر آپ کے لئے خرچ کرنا فرض ہے اور وہ بھی آپ کی زکات کے پیسے سے نہیں، چاہے آپ کے بھائی آپ سے زیادہ مالدار ہوں اور اس خرچ کرنے میں وہ شریک نہ ہوں تب بھی ان پر آپ کا خرچ کرنا ضروری ہے، اس پر آپ کو اجر ملے گا اور وہ گنہگار ہوں گے بلکہ اس پر آپ خدا کا شکر بجالائیے کہ اللہ نے آپ کو اس کی توفیق دی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :{ومن یوق شح نفسه فأولئک هم المفلحون}(سورۃ الحشر، آیت:۹)۔

ترجمہ : جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو یہی لوگ کامیاب ہیں اور یہ کہ اللہ نے دوسروں کو چھوڑ کر آپ کو اس نیک کام کے لئے پسند فرمایا، آپ کسی شیطان مردود کے وسوسہ پر کان مت دھرے، یا کسی برے انسان کے بہکاوے میں مت آئے کہ ارے اپنے بھائیوں کی طرح اپنا مال بچا کر رکھو، اور اپنے آپ کو صحت مند بنانے یا اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرو، یا اپنی تجارت چمکاؤ وغیرہ وغیرہ۔

۴۹— والدین اگر بیمار ہوں تو اس وقت ان سے مخلصانہ دعا کی درخواست کیجئے، اس لئے کہ ان دونوں کی دعائیں جب عام حالات میں مقبول ہوتی ہیں تو بیماری کی حالت میں تو اور زیادہ مقبول ہوں گی، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیمار کے پاس رہتا ہے، ابوہریرہؓ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی فرمائے گا کہ اے بنی آدم میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہیں کی، بندہ کہے گا اے میرے رب میں آپ کی عیادت کس طرح کرتا؟ آپ تو سارے جہاں کے رب ہیں اللہ تعالی فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تم نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو تم مجھے اس کے پاس پاتے (صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب فضل زیارۃ المریض ۱۶/۱۰۷)۔

نہم۔ ریٹائرمنٹ اور بڑھاپے کی حالت

۵۰۔ جب باپ یا ماں ریٹائرمنٹ کو پہنچ جائیں تو گھر میں بڑی تبدیلی آتی ہے کچھ تو مثبت پہلو ہوتے ہیں بایں طور سے کہ والدین کی نگہداشت کے امکانات پہلے کہ مقابلہ میں بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ اب وہ کام کے زبردست دباؤ کے بعد اپنے بیٹے اور پوتوں کی نگرانی کے لئے خالی ویکسو ہیں لیکن اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ ان کے پاس فالتو وقت ہونے کی وجہ سے بچوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور ہر چھوٹی و بڑی بات میں اپنا حکم چلانے، بچوں و پوتوں، گھر والوں، رشتہ داروں اور بسا اوقات پڑوسیوں کے معاملات میں کھلی مداخلت کرنے لگتے ہیں ایسے حالات میں سب سے افضل علاج یہ ہے کہ بچے اپنے گھروں سے بھاگنا چھوڑ دیں، اور جن نفسیاتی حالات سے دوچار ہیں اس کو قبول کریں، ایسے میں بیٹوں کے لئے ضروری ہے کہ والدین کے پاس باری بانٹ لیں اور ان سے درخواست کریں ایسے واقعات سنائیں جو زندگی میں مؤثر ہوں مختصر یا لمبی چھٹیوں میں ان کو لے کر نکلیں، یہ سمجھ کر کہ ہم غیر معمولی حالات سے دوچار ہیں جس میں صبر، علاج، اور ساتھ رہنے کی ضرورت ہے۔

۵۱۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ اپنے باپ کو اس طویل آزمائش میں اس کیلئے

آمادہ کریں کہ آپ ان رفاہی پروجیکٹوں میں پیسے انوسٹ کریں جس سے آپ کو منافع حاصل ہو اور آپ کی وجہ سے معاشرہ کو فائدہ پہنچے اور بیکاری کا خاتمہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : {واعبد ربک حتی یاتیک الیقین} (سورہ حجر :۹۹)۔

ترجمہ : آپ اپنے رب کی عبادت کریں یہاں تک کہ آپ کے پاس موت آجائے۔

{وارکعوا واسجدوا, واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون} (سورۃ الحج: ۷۷) ترجمہ : رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو اور خیر کے کام کرو، شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔

عبادت کرنا خیر کے کام کرنا اور دوسروں کو نفع پہنچانے ہی کے قبیل سے ہے یتیموں ومحتاجوں کی نگرانی کے منصوبے، بنانا، میاں وبیوی کے درمیان یا دو جھگڑنے والوں کے مابین مصالحت کرانا، ادباء وشعراء کی محفلوں اور ورزشی کھیلوں میں شریک ہونا، اور اپنی بود وباس کو باقی رکھنا، وطن کی مقبوضہ زمین کا دفاع کرنا اور قوم کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنا، گھر والوں ورشتہ داروں کی مسلسل زیارت کرنا، اچھی واعلی سوسائٹی میں اٹھنا بیٹھنا یا بچوں میں سے کسی کی اس کے خاص کام میں یا تجارتی امور میں تعاون کرنا، یا ان کے کام کے لئے ایسی جگہ تلاش کرنا جس میں ان کا وقت اور کوشش صرف ہو۔

۵۲— اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاص حسن سلوک کو بڑھاپے کے ساتھ کر دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے : {وقضی ربک أن لا تعبدوا إلا إیاہ وبالوالدین إحساناً، إما یبلغنّی عندک الکبر أحدھما أو کلاھما، فلا تقل لھما أف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیراً} (سورۃ الاسراء :۲۳—۲۴)۔

ترجمہ : اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو، اور

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان دونوں سے اف تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑ کو اور ان سے اچھی بات کرو، اور ان کے لئے رحمت کے بازو جھکاؤ اور کہتے رہو اے ہمارے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی ان آیات سے والدین کی عمر کے اس حساس مرحلہ میں نیکی کے درج ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں اس کے لئے عندک ذکر کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں آپ کے گھر میں آپ کے پاس یا آپ کے قریب ہوں۔

۲۔ بڑھاپے میں یہ حسن سلوک اور والدین کی خاطر داری ان میں سے کسی ایک کے اخلاق کی درستگی کے ساتھ خاص نہیں، یا ان کو آرام پہنچانے میں میاں بیوی کے مزاج کے لحاظ سے نہیں ہے۔

اس لئے کہ حقوق نفرت ومحبت کے احساسات سے مربوط نہیں ہیں، لہذا حقوق حق والوں پر صرف کئے جائیں گے چاہے اس کا صلاح وفساد کتنا ہی بڑھا ہوا ہو مثال کے طور پر ایک پڑوسی ہے جس کے ساتھ ہم حسن سلوک اور اکرام کا معاملہ کرتے ہیں خواہ اس کا مذہب اور اس کے اخلاق کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

۳۔ بڑھاپے میں انسان کمزوری نسیان افکار، افعال اور اقوال میں بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کبیدگی اور اف کرنا چھوڑ دیں اور صبر وشفقت اختیار کریں، ان کا اور ان کی حالت زار کا خیال کرتے ہوئے جب لفظ اف کہنا یا چہرہ پر کبیدگی کا اظہار کرنا ممنوع ہے تو جو اس سے اوپر کی چیز ہے یعنی سخت غصہ ہونا، یا ان کے سامنے آواز بلند کرنا یا گالی گلوج کرنا یا ان سے ٹھٹھے کرنا، یا ان کے حکم کو خاطر میں نہ لانا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا، اور قطعی طور پر حرام ہوگا۔

۴- جہاں آیت کے اندراف کرنے یا کبیدگی کے اظہار کرنے سے روکا گیا ہے وہیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ان سے ہم ہمیشہ نرم گفتگو کریں اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور ان کی پریشانیوں کو دور کریں اور جتنا ہو سکے ان کے ساتھ حسن سلوک پر غور کریں، اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تعبیر نہیں ہو سکتی ہے اس میں نفسیانی اور جسمانی دونوں طرح کا انحناء شامل ہے، نفسانی انحناء یہ ہیکہ آدمی والدین کے ساتھ نرم گفتار ہو اور ان کے احسانات کا تذکرہ کریں اور جسمانی انحناء یہ ہے کہ ان کے سر اور ہاتھ کو بوسہ دیا جائے پھر بیٹے اور بیٹیاں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بنلد کر کے یہ دعا کریں **"رب ارحمهما كما ربياني صغيراً"** اے ہمارے رب ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی، اور والدین کی گہری وفاداری کا استحضار کریں جس سے ہمارے اندر صبر اور ان کے ساتھ درستگی کے ساتھ پیش آنے کا جذبہ پیدا ہوگا، کہ انسان چھوٹا تھا اور اس سے کئی گنا شرارتیں کرتا تھا کتنی مشقتیں والدین نے ہماری خاطر برداشت کیں اور صبر وشکیبائی سے اس کو برداشت کیا، یہ چیز انسان کو والدین کے ساتھ صدق دلی سے وفاداری کرنے پر آمادہ کرے گی۔

۵۳- اگر آپ کے بھائی یا بہن ایسے مرحلہ میں آپ کے والدین سے جدا ہوں تو اپنے آپ کو تنگی یا پریشانی میں محسوس نہ کریں، بلکہ اس موقع کو غنیمت جان کر کامیابی تصور کریں بلاشبہ ان کی دعائیں آپ کے حق میں بڑھیں گی اور ان شاء اللہ آپ کے بچے آپ کے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اکرام واعزاز سے نوازے گا، جیسا کہ ہیثمی نے اپنی سند سے عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے آباء ساتھ اچھا سلوک کرو، تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے اچھا سلوک کریں گے" (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی البر وحسن الوالدین ۸/۲۵۷)۔

میں اپنے بیٹے وبیٹیوں کو مبنی بر حقیقت اس واقعہ کو دہراتا رہتا ہوں کہ ایک بیٹے نے

اپنے والدین کی بڑھاپے اور مرض کی حالت میں ان کی خاطر داری کرنی چاہی، لیکن بیوی کو یہ بات نا گوار معلوم ہوئی اور اس نے ناراضگی کا اظہار کیا اور شوہر کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان دونوں کو اپنے سے دور کر دیں یا گھر کے باہر گیرج کے پاس ایک کمرہ بنوا دیں چنانچہ اس نے اس کمرہ کی تعمیر کے لئے بڑھئی و مستری بلوایا، اور تعمیر کے بعد پلاسٹر و فرنیچر کا کام باقی رہ گیا، ایک دن والدین کام سے واپس آئے تا کہ چھوٹے بچوں کو دیکھیں کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے بقیہ حصہ میں ایک چھوٹا سا کمرہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جب ان دونوں نے ان سے پوچھا بھیو کیا کر رہے ہو، تو ان لوگوں نے کہا ایک کمرہ بنوا رہے ہیں تا کہ بڑھاپے میں آپ لوگ اس میں رہیں جیسا کہ آپ لوگوں نے ہمارے دادا دادی کے لئے کیا تھا۔

۵۴ــ Old ages homes کا انتخاب اگر والدین یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی صحت کے لئے بہتر ہو اور وہ بھی ان کی رضامندی اور اتفاق سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ایسا نہ ہو کہ ان دونوں کی ذمیداریوں سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے یا ان دونوں کی مداخلت سے بچنے کیلئے یا محض مغرب کی تقلید میں اور وہ بھی نہ صرف والدین کے ساتھ بلکہ بچوں وبچیوں کے ساتھ جہاں تک تعلق ہے ہم مسلمانوں کا تو والدین کو ان ہیلتھ کیر گھروں میں (Health care homes) ڈالنا تو خلاف شرع ہے اِلا یہ کہ ضرورت ہو تو ضرورت کے بقدر ہی معاملہ کیا جائے گا۔

دہم ــ والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کی وفات کے بعد کی حالت

۵۵ــ جب والدین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو تمام کاموں کو چھوڑ کر خواہ وہ کتنے ہی اہم کام ہوں جلدی سے آنا ضروری ہے، تا کہ والدین میں سے ابھی جو قیدِ حیات ہیں ان کے ساتھ یا بھائی بہنوں کے ساتھ موجود رہیں، اور ان سے غسل دینے اور تدفین کے معاملہ میں

مشورہ کریں، اوراس کیلئے کوشاں رہئے کہ صبر وسکون کے ساتھ مصیبت کا سامنا کریں اورگا ہے بگاہے ان کے پاس آیا جایا کیجئے تا کہ والدین میں سے جو بچے ہیں ان کی دل بستگی ہواوران کو اس کا احساس ہو کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کے لئے آپ ہمہ وقت موجود ہیں اور آپ کے ساتھ چاہے جتنی مصروفیت ہوان سے جدائیگی ممکن نہیں۔

۵۶- غسل دینے کفنانے دفنانے اور تعزیت میں شرعی احکام کا پاس ولحاظ ضروری ہے، اسی طرح جن کا انتقال ہو گیا ہے ان کی وصیت کو نافذ کرنا، اوران پر جو قرض ہیں اس کی ادائیگی میں جلد بازی کرنا ضروری ہے، یہ چیز آپ کے اوران کے اجر کو دو چند کردے گی اور امید کی جاسکتی ہے کہ یہ چیز اللہ کے حکم سے جنت الخلد میں والدین سے ملاقات کا ذریعہ ہو۔

۵۷- حق والوں کے حقوق کی ادائیگی میں آپ جتنے پیش پیش ہوں اتنے ترکہ میں اپنے حق کے حصول کی خواہش کا اظہار نہ کریں تا کہ قبر میں آپ کے والدین کو راحت ہو، اور ورثہ کے ما بین حسن سلوک کا سلسلہ جاری رہے، اور مال کی تقسیم میں رشتہ داروں اور اقرباء کے ساتھ عفو و درگذر جود وسخاء کا ماحول قائم رہے، اس لئے کہ مال ہمیں ایک نہ ایک دن چھوڑنا ہے، لیکن حسن سلوک کبھی ختم نہیں ہوگا اور خیر کو کبھی فنا نہیں اور نہ ہی احسان کو کبھی موت طاری ہوگی اس لئے ورثاء کو چاہئے کہ میراث کی تقسیم میں غفلت نہ برتیں تا کہ لوگوں میں اس کا چرچا نہ ہو اور لوگ آپس میں چیمیگوئیاں نہ کریں، لہذا شرعی اعتبار سے بہتر یہ ہے کہ بچے سوگ کے بعد فوراً آپس میں مل بیٹھ کر شرعی اصولوں اور اخلاقی قوانین کے مطابق ترکہ کو تقسیم کرلیں، بلکہ میری مخلصانہ رائے یہ ہے کہ اس کو لکھ لیں اور سارے ورثاء اس پر دستخط کردیں، اور سرکاری طور پر اسکی مضبوطی کرالیں، تا کہ زندوں اور مردوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو، اور لوگوں میں یہ چرچا نہ ہو کہ فلاں کی وفات کے بعد ورثاء آپس میں جھگڑ پڑے، بلکہ ہم اس بات کا عزم مصمم کریں کہ ہم والدین کو ان کی قبروں میں آرام پہنچائیں گے کہ انہوں نے بچوں کی شکل میں جو پودہ چھوڑا وہ

فتنوں کے تیز وتند آندھیوں میں نہیں بہتے، اور مال ان کے الفت ومحبت میں دراڑ پیدا نہیں کرتے،اور یہ کہ ہماری اس اخوت ومحبت سے والدین کو اپنی قبروں میں چین وقرار حاصل ہوگا۔

۵۸– والدین میں سے جن کا انتقال ہوگیا ان کے لئے صدقہ جاریہ اور دعاؤں کی کثرت اور جن سے وہ محبت کرتے تھے ان کے ساتھ حسن سلوک جو بچے ہیں ان کے دل میں اس بات کا یقین پیدا کرے گا کہ آپ ان کے وفادار اور سچے مخلص ہیں اور ان کو اس کا اطمینان ہوگا کہ ان کی بھی وفات کے بعد آپ کچھ کریں گے جس سے ان کا غم ہلکا ہوگا اور غم کے بجائے وفاداری کا احساس پیدا ہوگا اور ایسے صدق وصف کے پیکر بچوں کے لئے دل سے دعا نکلے گی، میں آپ کو زور دے کر یہ کہتا ہوں کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی خواہ تھوڑی ہی سہی لیکن مسلسل یہ اس کثرت سے بہتر ہے جو ایک بار بہت زیادہ کرکے بیٹھ جائے،لہذا والدین کی وفات کے بعد خواہ تھوڑا ہی سہی زندگی کے ہموم وافکار میں پھنسنے کے بعد ان کے لئے مسلسل دعا کرے،اور اگر کوئی انسان اپنی ماہانہ آمدنی میں سے ایک حصہ والدین کیلئے صدقہ جاریہ کے طور پر مخصوص کردے،اسی طرح ہر روز کوئی وقت دعا کے لئے مختص کردے بایں طور سے کہ ہر روز فجر کی نماز کے بعد والدین کے لئے دعا کرے گا یہاں تک کہ یہ اوقات بطور یاددہانی کے ہوجائے کہ یہ وہ اوقات ہیں جس میں ہم اپنے والدین کو الفت ومحبت کا پیغام بھیجتے ہیں۔

۵۹– بچوں کے لئے ضروری ہے کہ غلط جذبات سے صرف نظر کریں کہ ماں کی وفات کے بعد باپ کو دوسری شادی سے محروم رکھیں گے یا باپ کے انتقال کے بعد ماں کو شادی سے باز رکھیں گے یہ غلط ہے اس لئے کہ شریعت کہتی ہے کہ اگر ان کی خواہش ہو تو شادی کردو، یہی وجہ ہے کہ شریعت محمدی لڑکوں پر واجب کرتی ہے کہ اگر باپ مہر مثل دینے پر قدرت نہیں رکھتے تو ان کا تعاون کریں، اور یہ چیز وفات پانے والے کے ساتھ بے وفائی نہیں ہے، شریعت مطہرہ چاہتی ہے کہ ہر شخص تاحیات بغیر تکلیف ومشقت وآزردگی کے زندگی گذارے،

جس طرح انسان اپنے محبوب کے انتقال کے بعد کھاتا پیتا ہے اسی طرح ان کو اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ حلال طریقہ سے سکون قلب کے لئے الفت ومحبت کے سامان فراہم کرے، یہ بات کسی طرح درست نہیں کہ والدین کوخواہ جوان ہوں یا بوڑھے جسم کی فطری خواہشات کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے آگ کے انگارے پر چھوڑ دیا جائے اور فطری زندگی سے محروم کر دیا جائے ،لڑکوں پر واجب ہے کہ اگر وہ اللہ سے سچی الفت رکھتے ہیں تو کم از کم شادی سے نہ روکنے کی پیش کش کرنے میں جلد بازی سے کام لیں اور اولی یہ ہے کہ شادی میں ان کا تعاون کریں،اس سلسلے میں ابن حزمؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے ایک پیرانہ سال شخص نے ایک ہٹے کٹے نوجوان کو دیکھا کہ وہ اپنی ماں کوجس کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی کندھے پر لادے کعبہ کے اردگرد طواف کررہا ہے تو بڑھے نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تمہیں اپنی والدہ کے حسن سلوک پر جزائے خیر دے،تو جوان نے کہا کہ میں سات سال سے اپنی پیٹھ پر لادکر یہ حسن سلوک کررہا ہوں،میرے والدہ کی وفات کے بعد چالیس سال سے میرے پاس بیوہ ہے،تواس پر شیخ نے حیرت کی نگاہ ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر تم اس کی شادی کر دیتے تو یہ چیز اس سے بہتر ہوتی جوتم کر رہے ہوتولڑکا ناراض ہوا،لیکن اس سے بڑھ کر حیرت اس وقت ہوئی جب بوڑھی ماں نے کہا بیٹے چچا کی بات کی تصدیق کرو۔

٦٠ — اپنے والدین کے چاہنے والوں کا خیال رکھے، ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کرے، ان کے پاس آئے جائے ،اوران کو ہدیہ دے اور زندگی میں ان کے ساتھ سلوک کرتا رہے، امام مسلمؒ نے اپنی سند سے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ”والدین کی وفات کے بعد والدین کے ساتھ سب سے اچھی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے“ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم ونحوهما ١٦/ ٩٣)۔

اسی طرح ابن حبان نے اپنی سند سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ذکر ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چاہتا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ ان کی قبر میں حسن سلوک کرے تو چاہیئے کہ والدین کے بھائیوں کے ساتھ ان کے انتقال کے بعد سلوک کرے (صحیح ابن حبان، باب حق الوالدین ذکر البیان بأن بر المرآب إخوان آبیہ ۱/۲۳۸)۔

خلاصہ

ایمانی ذمہ داریاں

۱۔ نعمت والدین پر مستقل اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا۔

۲۔ اس بات کا پکا یقین کہ اللہ کی وحدانیت کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک سب سے پہلا فریضہ ہے۔

۳۔ اس بات کا اعتقاد کہ والدین ہی جنت کے دروازوں کی کنجی ہیں۔

۴۔ یہ سمجھنا کہ جہنم سے رستگاری کا سب سے بڑا ذریعہ والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے۔

۵۔ اس بات کا یقین کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک والدین کی زندگی اوران کی وفات کے بعد تک دراز ہے۔

۶۔ ہمیشہ اللہ سے اس امید کا استحضار کہ انسان اپنے پورے خاندان کے ساتھ جنت میں داخل ہو

عام حالات میں عملی ذمہ داریاں

۷۔ والدین کی بات کو اچھی طرح سننا۔

۸۔ ان کی بات پر بغیر کسی آرزدگی کا اظہار کئے خوشی کے ساتھ فوراً لبیک کہنا۔

۹۔ والدین کے پاس جانا ان سے مستقل میٹھی میٹھی باتیں کرنا۔

۱۰— نیکی میں ان کی اطاعت کرنا۔

۱۱— حکیمانہ انداز میں نرمی سے ان کے ساتھ بہی خواہی کرنا۔

۱۲— والدین کی درشتی و کرختگی کا نہایت خندہ پیشانی اور آخری درجہ کا اکرام کر کے ان کا سامنا کرنا۔

۱۳— حق کی ادائیگی اور خیر کے کام کرنے پر اصرار کرنا ان کو کوئی چیلنج کئے بغیر۔

۱۴— کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے آپ مشکل میں پھنس جائیں اور لعن طعن والدین پر بھجیں۔

۱۵— حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریقہ کو اپناتے ہوئے والدین کے مطالبات کو فوراً مان لینا۔

۱۶— والدین کے سامنے زیادہ سے زیادہ خوش رہئے۔

۱۷— والدین کے سامنے ان کے احسانات اور آپ کی تربیت کے خاطر پریشانی جھیلئے اور ان کی کوششوں کو مسلسل ذکر کیجئے۔

۱۸— ضروری مسائل میں اپنے والدین سے ضرور مشورہ کیجئے۔

۱۹— والدین سے مسلسل رابطہ رکھنا خواہ خط کے ذریعہ یا ٹیلی فون پر بات کر کے۔

۲۰— اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ سلوک کیجئے اس سے آپ کے ماں باپ خوش ہوں گے۔

۲۱— والدین سے تقاضہ کرنے میں قناعت اور خودداری سے کام لیجئے۔

۲۲— والدین کا شکر ادا کیجئے کہ آپ کی بلوغت کے بعد آپ کو خرچ دے رہے ہیں اس لئے کہ والدین پر آپ کا خرچ واجب نہیں ہے۔ بلکہ محض ان کی طرف سے احسان ہے۔

۲۳— گہری دوستی کے باوجود بحیثیت باپ و بیٹے کے معاملہ کرتے وقت ادب کو ملحوظ رکھنا۔

خاص حالات

اول : تونگری کے بعد فقر کی حالت

۲۴۔ ناراضگی کی حالت میں آزمائشوں کے ساتھ جینا۔

۲۵۔ دوسروں کی ہمسری کرنے کے لئے والدین پر دباؤنہ ڈالنا۔

۲۶۔ خاندان کے تعاون کے لئے کوئی مناسب کام تلاش کرنا۔

۲۷۔ باپ کا تعاون کرنے کے لئے کسی نئے کام کو تلاش کرنا۔

دوم :استقرار کے بعد حالت سفر

۲۸۔ والدین میں برابر رابطہ رکھنا اور انہیں اطمیان دلانا۔

۲۹۔ سفر سے واپسی پر والدین کے شایان شان استقبال کرنا۔

سوم :خوشی وسکون کے بعد تنگی وناراضگی کی حالت

۳۰۔ ناراضگی کی حالت میں تال میل کی شکل پیدا کرنا اور ناراضگی کے اسباب سمجھنے کی کوشش کرنا۔

۳۱۔ ناراضگی کی حالت میں تال میل کے طریقہ کار پر رضامندی کی حالت میں حفاظتی معاہدہ کرنا۔

۳۲۔ غصہ کی آگ ،بجھانا اور رحمت وشفقت کے بازو بچھا دینا۔

چہارم :والدین میں سے دونوں یا کسی ایک کے حق کے استعمال میں تشدد کی حالت

۳۳۔ اچھی طرح صبر کرنا اور کم سے کم نقصان کر کے انتظام چلانا اور حتی الوسع مفاسد کو دور کرنا۔

۳۴— گفتگو کے اصول مستحکم کرنا اور اندورن خانہ آپس میں مشورہ کرنا۔ اور جھگڑا سے بچنا۔

۳۵— تنہائی کی طرف مائل نہ ہونا، اور انفرادی تجویزات نہ اختیار کرنا

۳۶— اختلافات کے حل کے لئے خاندان کے جو باوقار لوگ ہوں یا جو والدین کے دوست یار ہوں ان کو بیچ میں ڈال کر سمجھوتہ کرنا۔

۳۷— کسی شرعی ذمیداری سے روکنے کی صورت میں والدین کو بتائے بغیر تصرف کرنا۔

پنجم: والدین میں سے کسی ایک کے فسق و فجور میں مبتلا ہونے کی حالت

۳۸— صدق دلی سے ان کے لئے دعا کرنا۔

۳۹— ان امور کی انجام دہی سے باز آنا جس میں اللہ ناراض ہوتا ہو، اس شرط کے ساتھ کہ ان سے کسی طرح کا چیلنج کا اظہار نہ ہو بلکہ نرم روی اور حسن صحبت کے ساتھ۔

۴۰— عمدہ اسباب ومناسب تدابیر اور والدین کو دعوت دینے میں امید کے اسالیب ڈھونڈھنا۔

ششم: پیغام یا شادی کے بعد بیجا مداخلت اور زبردست غیرت کی حالت

۴۱— مختصر وقت میں نرم باتوں اور خوبصورت ہدیہ اور مسلسل زیارت پر زور دے کر ماں باپ کی غیرت کا احترام۔

۴۲— اس بات کی زبردست کوشش ہو کہ دونوں نئے میاں بیوی کے راز انہی دونوں کے مابین رہیں اور والدین سے اسی صورت میں مشورہ لیئے جائیں جن مشکلات کے حل کرنے سے وہ دونوں قاصر ہوں۔

۴۳— بہت ہی نرمی سے زبردست مداخلت کو ختم کرنا۔

ہفتم :اتفاق کے بعد طلاق یا اختلاف ونزاع کی حالت

۴۴— عدل وانصاف کی یاد دہانی کرانے یا پھر دوحکموں کا سہارا لینے میں جلدی کرنا۔

۴۵— طلاق کے بعد والدین میں سے کسی سے بھی قطع تعلق نہ کرنا۔

۴۶— ملنے جلنے یا ہدیہ دینے میں والدین کے درمیان کسی طرح کی تفریق نہ کرنا۔

ہشتم :صحت کے بعد بیماری کی حالت

۴۷— ان دونوں پر شفقت کرنا کثرت سے ان کے پاس آنا جانا۔ اور دونوں کیلئے دعائیں کرنا۔

۴۸— ان کے علاج کے مصارف برداشت کرنا۔

۴۹— اپنے لئے ان سے پُرخلوص دعاؤں کی اپیل کرنا۔

نہم :بڑھاپے وریٹائرمنٹ کی حالت

۵۰— والدین کے پاس آنے جانے میں بھائی وبہنوں کے مابین باری بانٹ لینا، اور ان کی نفسیاتی حالت کو قبول کرنا، اور درازی عمر کی وجہ سے اس میں اضافہ پر ان کا تعاون کرنا۔

۵۱— باپ کو اس بات کے لئے راضی ومطمئن کرنا کہ وہ معاشرہ کی خدمت اور اجر کے حصول کے لئے رضاکارانہ کاموں میں اپنے تجربات سے حصہ لیں۔

۵۲— بڑھاپے میں والدین کے ساتھ ایک خاص قسم کا حسن سلوک وہ یہ کہ آپ اس کی کوشش کریں کہ وہ دونوں آپ کے گھر میں آپ کے پاس رہیں، آپ کے طرف سے کسی طرح کی سرکشی یا اف کا اظہار نہ ہو، صبر ونرم گفتاری کو حرز جاں بنالیں، جب بھی بات کریں نرمی سے اور ان کیلئے نرمی کے بازو بچھائے رہیں۔

۵۳ — اپنے والدین کے ساتھ سلوک کرو، تمہارے بچے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے۔

۵۴ — اگر ان کی صحت کیلئے Heath Care Homes مناسب ہو تو اس کا انتخاب، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ راضی و مطمئن ہوں۔

دہم: والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کی وفات کی حالت

۵۵ — تمام کام چھوڑ کر جلدی سے جانا اور خاندان والوں کے ساتھ تجہیز و تکفین کے سلسلے میں آپس میں مشورہ کرنا۔

۵۶ — تجہیز و تکفین، تعزیت وصیت کے نفاذ اور قرض کی ادائیگی میں شرعی احکام کی پابندی۔

۵۷ — میراث میں ہر صاحب حق کو اس کا حق دینے اور اس کی تقسیم میں جلد بازی کرنا۔

۵۸ — دعاؤں اور صدقہ جاریہ کی کثرت کرنا۔

۵۹ — ماں یا باپ اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو ان کے مرنے کے بعد جو زندہ ہوں اور ان کی خواہش ہو تو شادی کرانے میں تعاون کرنا، اور اس سے ان کو روکنے کا جو غلط رواج ہے اس کی مخالفت کرنا۔

۶۰ — والدین کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔